شاہدہ پروین
شعبہ انگلش، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ
ڈاکٹر محمد شہباز
شعبہ انگلش، جی سی ویمن یونیورسٹی، سیالکوٹ

واصف علی واصف اور فرانسس بیکن ((Francis Bacon)) کے اسلوب کا تقابلی جائزہ

Abstract:Language and literature are inseparable. As all genres of literature are true reflections of their respective societies that depict moral, social and cultural traditions in their unique ways. This research aims to provide a stylistic analysis of the writings of Wasif Ali Wasif and Francis Bacon in Urdu and English literature respectively. Wasif Ali Wasif and Francis Bacon have a great contribution in the development of prose respectively in Urdu Literature and English Literature. Their writings are known for their aphorism and brevity. Their writings are eternal and influential that attract the readers towards them giving logical and realistic arguments which open up new horizons of thought. Wasif Ali Wasif is a well-reputed essayist and poet. Particularly his prose writings are a true treasure of knowledge and wisdom. His dynamic personality needs no introduction. His writings clearly exhibit philosophical and mystic nature. And similar ideas are dominant in the essays of Francis Bacon. The purpose of this research is make a comparative analysis of styles of Wasif Ali Wasif and Francis Bacon by analyzing their specific writings. We have selected Wasif Ali Wasif's book"Dil, Darya, Samandar"and Francis

Bacon's"The Essays". Different comments, research studies, literary works, critical analysis and ideological writings have been used as reference material.

خلاصہ: زبان اور ادب کا رشتہ اٹوٹ ہے۔ تمام اصناف ادب ہی اپنے معاشرے کی عکاس ہوتی ہیں ادب چاہے جس بھی زبان کا ہو اس نے ہمیشہ معاشرے کی اخلاقی، اصلاحی اور ثقافتی روایات کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس تحقیق کا مقصد اردو اور انگریزی ادب میں واصف علی واصف اور فرانس بیکن کی تحاریر کا جائزہ لینا ہے۔ واصف علی واصف اور فرانس بیکن کا اردو اور انگریزی نثر کی ترویج و ترقی میں بہت نمایاں کردار ہے۔ ان کی تحاریر اختصار اور جامعیت کے لیے مشہور ہیں۔ واصف علی واصف اور فرانس بیکن کی تحاریر پر اثر اور ابدی ہیں جو منطقی اور علمی دلائل سے قارئین کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہیں اور سوچ اور ذہن کو وسعت دیتی ہیں۔ واصف علی واصف کا شمار معتبر نثر نویسوں اور شاعروں میں ہوتا ہے۔ خاص طور پر ان کی نثری تحریریں علم و حکمت کا ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ واصف علی واصف کی ہمہ جہت شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ انکی تحریروں میں فلسفیانہ اور تصوفانہ رنگ نمایاں ہے۔ اور یہی رنگ فرانس بیکن کے مضامین میں ہوتا ہے۔ اس مقالے کا مقصد واصف علی واصف اور فرانس بیکن کے مخصوص انداز تحریر کا جائزہ لینا اور مختلف مضامین کا تجزیہ کرنا ہے۔ مقالے کے لیے واصف علی واصف کی کتاب دل، دریا، سمندر سے مضامین اور فرانسز بیکن کے مضامین کا گہرائی میں جائزہ لیا گیا ہے اور ان کی تحاریر پر تبصرات، تحقیقاتی مقالات اور مختلف ادبی، تنقیدی اور نظریاتی تحاریروں کو بطور حوالہ جات استعمال کیا گیا ہے۔

واصف علی واصف ایک مصنف، استاد، شاعر اور صوفی دانشور کے طور پر پاکستانی اردو ادب میں ایک ممتاز اور نمایاں مقام رکھتے ہیں وہ اپنے مخصوص انداز تحریر کی وجہ سے جانے جاتے ہیں وہ "چالیس" کے قریب کتابوں کے مصنف ہیں اور ان کی نثر کی خاص بات ان کے مختصر اور سادہ جملے ہیں جو کہ اس بات کی تصدیق کرتے کہ ان کے ہم عصر کسی بھی اردو مصنف کو حوالہ جات میں اتنا استعمال نہیں کیا گیا جتنا کہ ان کے جملوں کو کیا گیا۔ ان کے پیروکاروں میں سے ایک " گورنمنٹ کالج یونی ورسٹی" کے چیف لائبریرین عبدالوحید نے ان کو "موجودہ دور کے سعدی (۱) کا خطاب دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ واصف علی واصف کی تحاریر کسی بھی طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے انسان کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے جامع کلمات کی ادائیگی میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں۔ چند الفاظ میں سمندر جیسی گہری باتیں ان کا مرتبہ بڑھا دیتی ہیں اور اسی خاص وصف کی وجہ سے مشہور ادیب اشفاق احمد نے ان کے بارے میں کہا تھا کہ:

> "واصف کے جملے کہیں اور سے آتے ہیں جن میں بہت سادہ الفاظ ہیں اور figure of speech نہ ہونے کے برابر ہے جو کہ قدرتی طور پر ان کی باتوں کو خوبصورت بنا دیتی ہیں۔(۲)

حنیف رامے نے واصف علی واصف کی تحاریر اور طرز تحریر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> "واصف علی واصف کی تحاریر ایسے ہی متاثر کرتی ہیں جیسے کہ اقبال کی شاعری۔(۳)

واصف علی واصف کا خیال ہے کہ الفاظ آپ کے جذبات کی مکمل عکاسی کرنے سے کسی طور محروم رہ جاتے ہیں اس لیے ایک نثر نگار یا

شاعر مختصر الفاظ میں بات کر کہ قارئین کی سوچ اور فکر کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اسے مکمل طور پر سمجھ سکیں ممتاز ادبی نقاد اور عالم پروفیسر گیلانی کامران نے ان کی کتاب "دل دریا، سمندر" پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"واصف علی واصف کے مضامین کا مجموعہ نثر میں خوشگوار اور حیران کن جذباتی ہم آہنگی لیے ہوتے ہے جس کی وجہ سے جملوں میں روانی ہے اور الفاظ میں کشش اور موجود اور اردو نثر میں ایسے خصائص بہت ہی نایاب ہیں۔(۴)

فرانسس بیکن کو انگریزی ادب میں انگریزی نثری مضامین کا بانی کہا جاتا ہے اور ان کے مضامین کا سب سے نمایاں پہلوان کا کہاوتی اور جامع کلام (Style Aphoristic) ہے۔ انگریزی ادب میں فرانسس بیکن ایک فلسفہ دان، سیاست دان، ادیب شعلہ بیان (Orator) کے طور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے مجموعہ مضامین ہر آنے نے والی نسل میں یکساں مقبول ہے۔ بیکن کے مضامین بر جستہ حقائق کو بیان کرتے ہیں۔ سچائی اور حقیقت پر منطقی دلائل کے ساتھ تحاریر کسی بھی طور پر بیکن کے ذاتی خیالات کے رنگ میں نہیں رنگی اور یہی وجہ ہے کہ قارئین ان کے حقائق کو تسلیم کرتے ہیں اور اپنے ذہن و افکار کو استعمال کرتے ہوئے ان کی تشریحات کرتے ہیں۔

کلام کی جامعیت (Aphoristic Style) وہ مشترکہ خصوصیت ہے جو واصف علی واصف اور فرانسس بیکن کی طرز تحریر کو پڑھنے والوں کے لیے ایک ابدی سچائی کی طور پر پیش کرتی ہے اور قارئین کی شخصیت اس سچائی کو تسلیم کرنے میں ایک مستعد اور فعال شراکت کو یقینی بناتی ہے۔ بیکن اپنی ذاتی پسند، ناپسند کو بالائے طاق رکھتے ہوئے حقائق اور سچائی کی بات کرتا ہے اور دلائل کے لیے ٹھوس مثال تاریخ کیا وراق سے دیتا ہے۔ اس کی ذاتی شخصیت اس کے مضامین میں دکھائی نہیں دیتی۔ بیکن کے مضامین مختصر اور مشاہداتی ہیں۔

واصف علی واصف کے انداز تحریر کی طرح فرانس بیکن کے مضامین بھی اپنے مخصوص انداز (Style) کی وجہ سے مشہور ہیں اور ہر دور اور ہر نسل میں یکساں مقبول ہیں۔

ایف۔جی سیلی (SelbyF.G) کہتے ہیں کہ:

"بیکن کی کام کے متاثر کن ہونے میں سب سے اہم کردار اس کے طرز انداز (Style) کا ہے۔(۵)

فرانسس بیکن کے مختصر اور پر اثر نثری انداز تحریر اور جملوں کے بارے میں ڈین چرچ (Dean Church) نے کچھ اس طرح تبصرہ کیا کہ:

"وہ ہتھوڑی کے وار کی طرح لگتے ہیں۔(۶)

"They Come down like the Strokes of a hammer"

فرانسز بیکن نے اس طرح کا انداز تحریر متعارف کروایا کہ جس نے انگریزی زبان کو سادہ جملوں میں عمدہ خیالات کے اظہار کے لیے

استعمال کیا جاسکتا ہے۔واصف علی واصف کے جامع کلام کی طرح فرانسس بیکن کی تحاریر کو بھی ضرب المثال(Proverbs) کی طرح پڑھا جاتا ہے اور قارئین بغیر کسی کوشش کے ان کے کام کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

(Saintsbury)سینٹز بری کیمطابق:

"نثر کے بیان میں قائل کرنیمیں انگریزی میں بیکن کا کوئی ہم پلہ یہ حریف نہیں۔(۷)

واصف علی واصف اور فرانسس بیکن کے مضامین کے موضوعات انسان اور اس کی زندگی کی ترجمانی کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ دل کو چھوتے اور روح کو منور کرتے ہیں۔

واصف علی واصف نے محبت، زندگی، علم، آرزو، فیصلہ، خوف، صداقت، وعدہ، کامیابی، وقت اور اس جیسے بہت سے دوسرے موضوعات پر لکھا اور فرانسس بیکن کے مضامین میں بھی محبت، سچائی، موت، انتقام، شرافت، مقصد، علم، والدین اور اولاد، جوانی اور بڑھاپا جیسیموضوعات شامل ہیں۔"محبت" کے بارے میں واصف علی واصف کا کہنا ہے کہ اگر دنیا میں کوئی چیز آسمانی ہے تو وہ صرف محبت ہے۔وہ محبت کو نفس اور ہوس کی تسکین کا نام نہیں دیتے بلکہ محبت ان کے نزدیک ایک عطا کا نام ہیاوران کا کہنا ہے کہ محبت کے لیے کوئی خاص عمر مقرر نہیں بلکہ یہ تو زندگی کے کسی بھی دور میں ہو سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ محبت سے انسان کبھی شناسا ہی نہ ہو سکے کیوں کہ محبت تو انسان کو انسانیت کی معراج تک پہنچا دیتی ہے اسے سوز دل دیتی ہے جو دوسروں کی خوشی، بھلائی اور عافیت میں جلتا ہے۔واصف علی واصف کہتے ہیں کہ محبت کی تعریف مشکل ہے کیوں کہ یہ ایک احساس ہے جو انسان کے انداز اور فکر کو بدل دیتا ہے اور اس کی تنہائی میں بھی ایک جہاں آباد رہتا ہے۔

محبت کے بارے میں فرانسس بیکن نے بھی اپنےخیالات کا اظہار کیا۔ Of""Love محبت" مضمون میں وہ لکھتے ہیں کہ محبت کی کئی جہتیں((Multidimensional ہے۔محبت کئی طریقوں سے کام لیتی ہے اور محبت میں انسان ایک نئی روح اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔بیکن کا کہنا ہے کہ:"محبت میں عقل کی گنجائش نہیں رہتی" اور یہی جملہ محبت کے بارے میں پر اثر ہے:

(۸)"It as impossible to love and to be wise"

اور انہی خیالات کا اظہار اقبال کے اس شعر سے بھی ہوتا ہے:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق

عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

بیکن کہتا ہے کہ انسان کی فطرت میں محبت کا خمیر ہوتا ہے اور محبت ہی انسان کو انسانیت اور اچھائی کا درس دیتی ہے۔واصف علی واصف کی طرح بیکن کا کہنا ہے کہ محبت ایک ایسی طاقت ہے جو کہ کسی انسان کے قابو میں نہیں اور یہ ایک روحانی یا آسمانی چیز ہے واصف کی طرح بیکن کہتا ہے کہ نفس کی خواہش کرنا یا ہوس کی تسکین کرنا حقیقی محبت نہیں بلکہ ایک بری لت ہے۔محبت تو خوبصورتی ہے اور اچھائی جو دوسروں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔محبت کے سامنے ناممکن محال کچھ نہیں محبت انسانیت کی معراج ہے نا کہ نظریات اور عقائد سے

محبت۔ واصف علی واصف اور بیکن کے اس مضمون کا انداز برجستہ ہے جو قارئین کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور انسان کو احساس دلاتا ہے کہ آج کے انسان کھو کھلی محبت کے پجاری نہیں اور مشینوں نے انسان سے محبت اور احساس کو چھین لیا ہے۔ اسے چاہئے کہ اس بات کو سمجھے کے زندگی لا حاصل اور بے لگام خواہشات کی تکمیل کا نام نہیں بلکہ ایثار کا نام ہے اور زندگی کی معراج ہی محبت ہے۔

محبت کی طرح واصف علی واصف اور فرانسس بیکن کے رفاقت اور دوستی کے بارے میں خیالات ہم آہنگ ہیں واصف علی واصف کے مضمون کا آغاز ہی اس بات سے ہوتا ہے کہ:

رفاقت کی تمنا سرشت آدم ہے۔ انسان کو ہر مقام پر رفیق کی ضرورت ہے۔(۹)

اور ابتدائی پیراگراف میں فرانسس بیکن کے الفاظ بھی انہی خیالات کی ترجمانی کرتے ہیں اور ایک سچے دوست کی اہمیت اجاگر کر تے ہیں۔ بیکن کہتا ہے کہ:

"جو انسان تنہائی میں خوش ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ ایک جنگلی درندہ ہو گا یا خدا۔(۱۰)

"Whatsoever as delighted in solitude is either a wild beast or a god

دونوں کا کہنا ہے کہ انسان کسی مقام پر بھی تنہا نہیں رہ سکتا اور دوستوں کے بغیر دنیا ایک جنگل ہے۔ واصف علی واصف کہتے ہیں کہ دوست کی توجہ اور اس کا تعاون ہمیں عروج کی منازل سے آشنا کرتا ہے۔ انسان کو جنت میں سب تسکین نہیں دے سکتا جب تک کہ دوست نہ ملے اور انسان دوسرے انسان کی خاطر جان پر کھیل جاتا ہے اور حکمران و شہنشاہ دوست کی خاطر اپنے تخت تک چھوڑ دیتے ہیں اور واصف علی واصف کہتے ہیں کہ جس کو سچا دوست نہ ملے، یہ بھی اس انسان کی بڑی بد نصیبی ہے کیوں کہ دوستی ہی وفا اور جھوٹے انسان کی تمیز سکھائی ہے اور انسان کے غم اور دکھ ایک سچے دوست کے ہونے سے کم رہ جاتے ہیں۔ دوست سے دوستی کرنے سے پہلے تحقیق ضروری ہے تا کہ جب کسی کو دوست کہہ دیا تو پھر اس کو آزمائش سے گزار کر دوستی سے بے وفائی اور بد دیانتی نہ کی جائے۔

واصف علی واصف کی طرح فرانسس بیکن بھی ایک اچھے دوست کی موجودگی سے ہونے والے ثمرات کی بات کرتا ہے بیکن کہتا ہے کہ اچھا رفیق زندگی میں ہونے سے انسان کی زندگی سے مایوسی اور غم کے بادل کافی حد تک چھٹ جاتے ہیں اور ایک ہمدرد دوست سے مسا ئل پر بات کر کے انسان خود کو ہلکا پھلکا اور مسائل کو حل کرنے کی طاقت و حوصلہ پا لیتا ہے اور دوست سے ملنے والا مشورہ جو خلوص نیت سے اسے ملتا ہے ایک تحفے اور انعام کا کام کرتا ہے۔ ایک انسان اپنے لئے سب نہیں کر سکتا اور اپنی درد کے لئے مانگ بھی نہیں سکتا جو کہ ایک ر فیق بن مانگے اسے دیتا ہے۔

واصف علی واصف اور بیکن مال و انتشار کی محبت میں گم انسانوں کو دراصل ایک سبق دینا چاہتے ہیں کہ اصل مسائل کی وجہ انسان کی انسان سے دوری ہے۔ آج کے دور کا انسان آدم فرار ہے اور یہ ایک غیر فطری زندگی ہے اور انسانوں کی بھیڑ میں وہ اپنے آپ کو اکیلا بے چین اور بے رونق محسوس اسی وجہ کرتا ہے۔

واصف علی واصف اور فرانسز بیکن نے "صداقت "(Of Truth) کو بھی موضوع بحث بنایا اور اپنے منطقی دلائل سے سچائی کی اہمیت کو اجاگر کیا، واصف علی واصف لکھتے ہیں کہ سچ اور جھوٹ ہماری زندگی میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ ان میں فرق اور تمیز کرنا مشکل سا ہو گیا ہے۔ یہاں تک کے ہم اپنے بچوں کو جن پریوں، شہزادوں اور بادشاہوں کی کہانیاں سنا کر سچ بولنے کی تلقین کرتے ہیں دراصل وہ کہانیاں بھی جھوٹ پہ مبنی ہیں اور ان سے بچے صداقت کے معنی اور ترغیب نہیں سمجھ سکتے۔ ہر کوئی سچائی کا معیار اپنی نظر میں الگ رکھتا ہے اور اسی سے سچ کو پرکھتا ہے۔ سچائی کی تلاش میں اگر انسان نکلے تو سچائی ملنا ناممکن ہے لیکن ایک سچا انسان ملنا ناممکن نہیں اور سچے انسان تک رسائی ہی صداقت/سچائی ہے۔ اور اس رسائی کے لیے انسان کو خود سچا ہونا ضرور ہے کیوں کہ جھوٹے شخص کا سچ سوائے منافقت کے کچھ نہیں اور سچائی ہی زندگی کو سنوار اور روشنی عطا کرتی ہے۔

فرانسس بیکن کا مضمون "سچائی" بھی واصف علی واصف کے حکیمانہ اور تصوفانہ خیالات کی ہو بہو نقل ہے بیکن کے تمام مضامین میں سے سب سے زیادہ توجہ کا مرکز "Of Truth" مضمون ہی ہے۔ بیکن کہتا ہے کہ سچائی ایک روشنی کی طرح ہے اور بائبل کا حوالہ دیتے ہوئے بیکن لکھتا ہے کہ اللہ نے سب سے پہلے روشنی تخلیق کی اور جب انسان کو اس قابل بنایا کہ وہ سچے راستے کی تلاش میں لگا رہے اور یہی وہ خود مختاری انسان کو حاصل ہے کے سچائی اور ایمان کی تلاش میں اس پر کوئی پابندی نہیں۔ بیکن کہتا ہے کہ جھوٹ سچائی میں داخل ہو تو زندگی کو بے رنگ کر دیتا ہے جیسے خالص سونے میں کوئی دھات ملا دی جائے تو اسے کالا کر دیتی ہے جھوٹ انسان کو نقصان کے سوا کچھ نہیں دیتا اور جھوٹا اور غلط بیان کہلواتے جانے سے بدتر کوئی سزا نہیں۔ سچائی انسان کو زندگی میں ہی جنت میں داخل کر دیتی ہے۔

واصف علی واصف اور فرانسس بیکن نے علم اور مطالعہ کی اہمیت پر بھی بات کی۔ واصف علی واصف کہتے ہیں کہ اپنی لاعلمی کے احساس کا نام "علم" ہے اور علم جتنا زیادہ ہوتا جاتا ہے انسان اس احساس میں ڈوبتا چلا جاتا ہے کہ وہ کچھ نہیں جانتا۔ واصف علی واصف کہتے ہیں کہ حقیقی علم کتابوں سے نہیں بلکہ مشاہدے اور عطا سے ملتا ہے جیسے کہ غزالی کو پڑھنے والوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ غزالی نے پڑھ کر یہ رتبہ حاصل نہیں کیا تھا۔ علم حقیقت میں پہچان ہے لیکن آج کا علم اور طالب علم اس پہچان و عرفان سے عاری ہیں آج کے طالب علم، علم کے شوق سے عاری اور بیزار ہیں نہ اساتذہ میں گوہر شناسائی ہے نہ پتھروں سے ہیرے تراشنے کی استطاعت و قابلیت۔ واصف علی واصف کہتے ہیں کہ ہمیں ویسے ہی علم کی ضرورت ہے جو پیغمبروں کے پاس تھا جو ظاہر کے ساتھ ساتھ باطن کا علم بھی تھا اور نور زندگی تھا۔

فرانسس بیکن نےعلم و مطالعہ کے بارے میں کہا ہے کہ مطالعہ انسان کو خوشی، شعور و تدارک اور قابلیت عطا کرتا ہے اور جب انسان کسی سے ہم کلام ہوتا ہے تو یہ علم ہی ہوتا ہے جو اس کی گفتگو کو جادوئی طاقت و خوبصورتی بخشتا ہے۔ مطالعہ اور علم انسان کو مکمل کرتے ہیں اور یہ کوئی پیدائشی فطری جبلت یا قابلیت نہیں ہوتا بلکہ انسان کو اسے حاصل کرنا پڑتا ہے اور یہ مشاہدات سے حاصل ہوتا اور علمی تجربات سے پروان چڑھتا ہے۔ واصف علی واصف اور فرانسس بیکن کے خیالات اس بات کا عکاس ہیں کہ ظاہری علم کے ساتھ ساتھ باطنی علم بھی اتنا ہی ضروری ہے۔ علم ایک خاص احساس ہے جاننے کا اور انسانی ذہن کی وسعتوں سے کوئی راز نہیں رہ سکتا اگر وہ علم کے راستے پہ چلے اور حقائق اور سچ

کی تلاش کرتے اور تحقیق کرتے علم حاصل کرتا رہے۔

"تلاش اور مسافت" کے موضوع پر واصف علی واصف کہتے ہیں کہ کائنات کی ہر شے مسافر ہے اور انسان بھی مسلسل سفر میں ہے جیسے بسیں، موٹر گاریاں، رکشے متحرک ہیں ویسے ہی انسان کسی تلاش میں ہے۔ پوری کائنات گردش میں ہے اور یہ سفر صدیوں سے جاری ہے۔ انسان کبھی مادی خواہشات کی تکمیل کے لیے سفر کرتا ہے تو کبھی گم نام منزلوں کی تلاش میں نکلتا ہے۔ جب انسان ایک خواہش کی تکمیل کرتا ہے تو پھر ایک نئی آرزو اور نئی منزل کی تگ و دو میں لگ جاتا ہے اور یونہی اپنی زندگی کا سفر کاٹتا رہتا ہے۔ فرانسس بیکن کا مضمون سفر "Of Travel" اگرچہ کے اس زمانے میں حصول تعلیم کے لیے سفر جانے کے لیے پس منظر میں لکھا گیا، لیکن آج بھی کارگر نصیحتوں کی وجہ سے تازگی برقرار رکھے ہوئے ہے۔ بیکن کہتا ہے کہ سفر میں مسافر کو ہمیشہ مثبت ہو کے چلنا چاہئے اور اپنے نفع کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے اور یہ نفع دولت اور طاقت نہیں بلکہ علم و تجربہ ہے جو وہ حاصل کرتا ہے۔ تلاش و جستجو کا سفر کبھی ختم نہیں ہونا چاہئے کہ یہی انسان کو آگے بڑھنے کا جذبہ عطا کرتا ہیانسان نئے چہروں اور تجربات سے شناسا ہوتا ہے اور خیالات کی پختگی حاصل کرتا ہے۔

واصف علی واصف اور فرانس بیکن آرزو/مقصد "Of Ambition" کی بات کرتے ہیں اور ان کی تحریروں کا نچوڑ یہ ہے کہ مقصد اور آرزو ہی زندگی ہے اور جب تک انسان زندہ رہتا ہے، یہ آرزو نہیں رہ سکتا مقصد کے بغیر زندگی بےمقصد ہو کے رہ جاتی ہے۔ انسان معاشرے میں ایک ممتاز مقام، مرتبہ اور عزت حاصل کرنے کے لیے محنت کرتا اور انسان کی سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ لوگ اسے پہنچانیں، اس کے طلب گار رہوں اور اس کی خوبیوں کے معترف ہوں۔ مقاصد اور آرزوں کی تکمیل اسے زندگی گزارنے کے سلیقوں سے آگاہ کر دیتی ہے اور آرزو کے مسافر کبھی رکتے نہیں وہ ہر وقت کسی نہ کسی جستجو میں لگے رہتے ہیں لیکن آرزوں کی تکمیل کی خواہش انسان کو بعض اوقات انسانیت سے عاری کر دیتی ہے اور اسے بدی کے راستے دکھاتی ہے اور ایک بہتر مستقبل کی آرزو حال کو بدحال کر دیتی ہے۔ فرانس بیکن نے بھی اپنے مضمون میں کم و بیش انہی خیالات کی ترجمانی کی ہے۔ بیکن لکھتا ہے کہ مقاصد اور آرزوئے حیات انسانی بصیرت کا ثبوت ہوتے ہیں اور زندگی میں مزید آگے جانے کا حوصلہ دیتے ہیں لیکن مقاصد کی تکمیل میں جنونی کیفیت ان مقاصد کو ہی خطرناک بنا دیتی ہے۔ سب سے خطرناک مقصد ہی وہ ہوتا ہے جو انسان کو ایک خاص جگہ یا رتبہ حاصل کرنے کے لیے کسی گھناونی سازش میں ملوث کر دے یا ایسی طاقت و اقتدار کے حصول کے لیے دیوانہ کر دے جو کئی انسانی جانوں کی ہلاکت و تباہی کا باعث بنے۔

واصف علی واصف کے خیالات کی ہو بہو ترجمانی بیکن کے ان خیالات سے جھلکتی ہے کہ مقاصد کی تکمیل انسان کو تین طرح سے فائدہ پہنچاتی ہے۔ ایک یہ کہ اسے دوسرے انسانوں کے ساتھ اچھا سلوک یا نیکی کرنے کا موقع ملتا ہے۔ دوسرا اپنے مقام اور رتبہ کی وجہ سے اسے اہم شخصیات تک رسائی مل جاتی ہے اور تیسرا اسے اپنی قسمت بہتر بنانے کا موقع مل جاتا ہے۔ لیکن انسان کو یہ بات بھی ذہن نشیں کر لینی چاہیئے کہ آرزوں اور مقاصد کا طویل سلسلہ اس کے لیے کسی عذاب سے کم نہیں۔ اور ناکامی کو وبال جان بنانے سے گریز کرنے میں ہی عا

فیت ہے۔

واصف علی واصف اور فرانسز بیکن کی تحاریر میں یہ قدر مشترک ہے کہ انہوں نے اپنی ذاتی پسند یا ناپسند کو نظر انداز کرتے ہوئے حقائق پر مبنی بات کی ہے۔ وہ صرف ایک رخ پر روشنی نہیں ڈالتے بلکہ ہر چیز کے مثبت اور منفی پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہیں۔ ان کی گفتگو اور تحاریر کا اسلوب بیان بند حانہ یا ناصحانہ نہیں بلکہ مشاہداتی اور تجرباتی ہےکہ پڑھنے والا فعال ہو کر سوچ بچار اور تشریحات کرتا ہے۔ واصف علی واصف نے ہر طرح کے موضوع پر روشنی "خوف" کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ تو انسان کے اندر خیالات اور حالات سے پیدا ہوتا ہے اور خوف زدہ انسان توہمات کا شکار ہو جاتا ہے اور بھری دنیا میں خود کو تنہا محسوس کرتا ہے۔ اور فرانس بیکن نے اپنے مضمون" Of Superstitions " میں لکھا ہے کہ توہمات کی بنیاد خدشات پہ بھی مبنی ہوتی ہے۔ خوف سے بچنے کا واحد اور مناسب طریقہ یہی ہے کہ انسان میں اس کے خالق کا خوف پیدا ہو جائے۔ اور وہ اپنی تقدیر پر راضی ہو جائے۔ انسانیت سے عاری انسان بھی مسلسل خوف کا شکار ہو جاتا ہے اور یہ ایک عذاب مسلسل کی طرح اس پر مسلط ہو کر اس کے سکون کو چھین لیتا ہے۔ خوف سے بچنے کے لیے انسان کو مایوس ہونے سے بچنا چاہئے۔

واصف علی واصف نے "رزق اور امارت" جیسے موضوع پر بھی سیر حاصل بحث کی ہے واصف علی واصف کہتے ہیں کہ جیب میں مال ہوتا ہے امارت یا رزق نہیں بلکہ انسان کی ہر صفت رزق ہے۔ انسان کو قوت، بینائی، گویائی، سماعت، خوشی، خوبصورتی، الغرض ہر استعداد ہی رزق اور عمارت ہے جس پر ہمیشہ اسے شکر ادا کرتے رہنا چاہئے اور انسان کو کبھی بھی دولت یا پیسے کے ہونے کا غم نہیں کھانا چاہئے لیکنُ " تکاثرِ زر" نے انسان کو گمراہ کر دیا ہے اور وہ دولت کے حصول میں حواس باختہ ہو گیا ہے اسے حلال و حرام کی تمیز بھول چکی ہے اور انسانیت کی معراج سے وہ تنزلی کی طرف جا تا جا رہا ہے دولت کی فراوانی خوشحالی نہیں ہو سکتی اچھا امیر تو وہ ہوتا ہے جو اپنے حال و دولت سے اپنے غریب و محروم بھائی کی مدد کرے اور چوری، ڈاکے، بدعنوانی یا رشوت سے کمائی حرام دولت سے اجتناب کرے۔ انسان کو چاہئے کہ وہ اپنے حال کو اپنے لئے عذاب نہ بنائے اور حقدار کو اس کا حق ادا کرے۔

فرانس بیکن کے خیالات واصف علی واصف کی عکاسی کرتے ہیں اور ان کا انداز تحریر بھی اخلاقی پہلو کو اجاگر کرتا ہے اور اپنے مضمون 'Of Riches'' جس میں وہ دولت کی برائیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امارت، دولت انسان کو پاکیزہ زندگی گزارنے سے روکتی ہے اور زندگی میں ایک ایسا مقام بھی آتا ہے جب دولت کی کوئی حیثیت نہیں رہتی اور انسان کو اسکی خوشیوں اور سکون سے محروم کر دیتی ہے اور خیال کے برعکس مشکل وقت میں انسان کی مدد کرنے کی بجائے اسے مشکل میں دھکیل دیتی ہے۔ فرانس بیکن کہتا ہے کہ دولت کو تصنع و بناوٹ کے لیے نہیں استعمال کرنا چاہئے بلکہ انسان کو ہمیشہ جائز اور ناجائز دولت کے درمیان فرق کرنا چاہئے۔ اس لیے دولت کو جائز طریقے سے کمانا چاہئے اور کفایت شعاری سے خرچ کرنا چاہئے اور فراخ دلی سے ضرورت مندوں پر خرچ کرنا چاہیے کیوں کہ دولت خرچ کرنے سے مزید رقم ملتی ہے اور انسان کو مرتے دم تک صدقہ خیرات دیتے رہنا چاہیے۔ تاکہ اس کا سفر آخرت بھی پر سکون گزرے۔